خلطِ مبحث

پاکستان کے ایک نامی گرامی خطیب نے جوشِ خطابت میں سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی جانب انتہائی بھونڈے انداز میں خطا کی نسبت کردی۔ جب انہیں اپنے اس قولِ بد سے رجوع وتوبہ کا کہا گیا تو اپنی غلطی پہ ڈٹ گئے اور ایسے ڈٹے کہ بات سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام تک لے گئے کہ:

''جب سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی جانب نسبتِ خطا جائز ہے
تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف خطا کی نسبت کیسے جائز نہیں''

میں تو سمجھتا ہوں کہ موصوف یا تو علمی لحاظ سے بالکل ہی چِٹ ہیں، یا جان بوجھ کر عام سنیوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں، کیونکہ جب موصوف سے یہ رسوائے زمانہ گفتگو صادر ہوئی تو ان سے کہا گیا تھا کہ: ''ایسا کہنا بے ادبی ہے'' میری معلومات کے مطابق کسی ذمہ دار سنی عالم نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ: ''اہلبیتِ کرام کی جانب خطا کی نسبت ممتنع ہے''۔

جواز وعدمِ جوازِ نسبت الگ بات ہے اور بے ادبی ہونا یا نہ ہونا الگ بات۔ بہت سی خلافِ واقع باتیں بے ادبی نہیں بنتیں جبکہ واقع کے عین مطابق باتیں سخت بے ادبی بن سکتی ہیں۔ اور احکامِ شرع کی سوجھ بوجھ رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ کتبِ فقہ میں سینکڑوں ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں ہمارے فقہاء فرماتے ہیں: "**جاز وکرہ** "..."**یجوز ویکرہ**" یعنی کام تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور بعض اوقات مکروہ بھی محض تنزیہی نہیں تحریمی ہوتا ہے لیکن

ہمارے فقہاء کے ہاں اسے اصطلاحی جائز کا عنوان دیا جاتا ہے۔ یونہی بہت سے جائز کام سوءِ ادب شمار ہوتے ہیں مثلاً؛

- نماز میں بلا عذر ٹیک لگانا جائز مگر سوءِ ادب۔
- قاضی کے فیصلہ کے بعد حدّاد بلا اجازت چور کا ہاتھ کاٹ دے تو جائز مگر اصطلاحِ فقہاء میں سوءِ ادب اور حداد مستحقِ تادیب۔
- شبِ عرفات مکہ میں گزارے اور وہیں فجر پڑھ کر عرفات کی جانب نکلے اور مِنی سے گزرے تو جائز لیکن سوءِ ادب۔
- دورانِ نماز کسی لکھائی کو دیکھ کر سمجھ لیا، نماز تو ہو جائے گی مگر فقہاء اسے سوءِ ادب سے تعبیر کرتے ہیں۔
- کعبہ کی چھت پہ نماز جائز لیکن بے ادبی۔

ہماری کتب ایسے مسائل سے بھری پڑی ہیں جو اصطلاحاً جائز ہونے کے باوجود مکروہ کہلاتے ہیں، جائز ہونے کے باوجود بے ادبی شمار ہوتے ہیں۔

خاص مسئلہ ''نسبتِ خطا'' کو لے کر بھی ہمارے اکابر نے بے ادبی ہونے کی تصریح کی ہے، امام علاء الدین بخاری امام بزدوی رحمہ اللہ تعالی کی کلام کی شرح میں فرمایا:

''وفیہ نسبۃ الخطا .... وفیہ سوء ادب'' اس میں خطا کی نسبت پائی جارہی ہے جو کہ بے ادبی ہے۔ لیکن چونکہ موصوف کو اپنی غلطی پر ڈٹے رہنے کا بہانہ چاہیے، لہذا اعتراض تو تھا کہ **آپ کی رسوائے زمانہ گفتگو سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حق میں بے ادبی ہے** لیکن وہ اپنے پاوں اٹکانے کی خاطر ''بے ادبی'' سے کھینچ کر ''جوازِ نسبتِ خطا'' کی طرف لے گئے۔ محض اسی قدر نہیں، بلکہ جو سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عظمت کے پیشِ نظر نسبتِ خطا سے روکے تو انہیں رافضی، نیم رافضی، مترفضہ جیسے القاب سے نواز دیا۔ عصمت

وحفظ کا بے محل عنوان چھیڑ کر یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ جیسے محفوظین کو خطاوں میں لت پت ماننا ضروری ہے، ورنہ انبیاء کرام سے برابری بلکہ بلندی ماننا لازم آئے گا۔ **سبحانك هذا بهتان عظيم**

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ محفوظین کے سردار ہیں، آپ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جنابِ عمر سے فرمایا: **یا عمر، إن الله یکره أن یخطء أبو بکر** یعنی اے عمر، ابوبکر کی خطا اللہ کو پسند نہیں۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث 3949) ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے چند صحابہ کو مشاورت کے لیے بلایا، ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، جنابِ عمرؓ، سیدنا عثمانؓ، حضرت علیؓ، جنابِ معاذؓ وغیرھم تھے۔ جب حضرت معاذ سے آپ کی رائے پوچھی گئی تو آپ نے عرض کی: **أری ما قال أبو بکر** یعنی میری رائے وہ ہے جو جنابِ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **إن الله یکره فوق سمائه أن یخطأ أبو بکر** یعنی اللہ جل وعلا کو آسمان کے اوپر بھی یہ بات پسند نہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کی جانب خطا کی نسبت کی جائے۔

(المسند للشاشی 1341، المعجم الکبیر للطبرانی 124، مسند الشامیین للطبرانی 668، 2247، شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین 108، فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم 43، الحجۃ فی بیان المحجۃ 450)

جو لوگ عصمت وحفظ کے بیچ فرق کرنے کے لیے سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی جانب خطا کے وقوع کی نسبت کو لازمی قرار دیتے ہیں، وہ یہاں کیا کہیں گے؟ کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نبیوں سے افضل ہیں کہ ان کی خطا اللہ جل وعلا کو پسند نہیں؟ خطا کا وقوع تو دور کی بات، خطا کی نسبت بھی اللہ جل وعز کو پسند نہیں۔ تو کیا ان روایات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مرتبہ انبیاء سے بڑا بتایا جارہا ہے؟ اگر آپ جنابِ ابوبکر صدیقؓ کو نبیوں سے بڑا نہیں مانتے تو ماننا پڑے گا کہ "جائز ہونا" اور بات ہے اور "مکروہ اور بے ادبی ہونا" الگ بات۔

حضرت ابوبکر صدیق اپنی لاتعداد فضیلتوں کے باوجود نبی ومعصوم نہیں، آپ کی طرف خطا کی نسبت فی نفسہ جائز ہونا الگ امر ہے لیکن ''اللہ جل وعز کو پسند نہیں'' اس سے ملتا جلتا معاملہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ وجنابِ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: **إن الله وضع الحق على لسان عمر يقول به** اللہ جل وعلا نے عمرِ فاروق کی زبان پہ حق رکھ دیا ہے، آپ اسی کے مطابق گفتگو فرماتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ 1/108، المستدرک 3/87)

دوسری حدیث میں ہے: **إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه** بے شک اللہ جل وعز نے عمرِ فاروق کے دل وزبان پہ حق ڈال دیا ہے۔ (مسند احمد 2/401، مسند بزار 9/66) جنابِ حیدرِ کرار سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے بارے میں فرمایا: **الحق مع علي حيث كان** حق علی کے ساتھ ہے، علی جہاں بھی ہوں۔ (مسند بزار 3282)

گویا الفاظ جنابِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں فرمائے گئے الفاظ کی مانند صریح تو نہیں لیکن اہلِ عقل سے مخفی نہیں کہ ''جعل ووضعِ حق اور معیتِ حق کو عدمِ خطا لازم'' تو کیا جنابِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ وحضرت سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی اس فضیلت وکمال کو ماننے والوں کے بارے میں بھی یہی فتوی دیا جائے گا کہ ''یہ لوگ جنابِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ وجنابِ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو نبیوں کے برابر بلکہ نبیوں سے بڑا سمجھ رہے ہیں؟ اگر جنابِ سیدنا ابوبکر صدیق کی جانب خطا کی نسبت ناپسندیدہ ہو، سیدنا عمرِ فاروق وجنابِ حیدرِ کرار کو حق لازم رہے، لیکن اس سے ان شخصیات کو انبیاء کے برابر یا ان سے بڑا ماننا لازم نہ آئے تو پھر کیا وجہ ہے کہ: نظریہ عصمت کی حفاظت کی خاطر مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی لختِ جگر ہی کے لیے خطا کا وقوع ماننا کیوں ضروری ہے؟ جگر پارہ مصطفی علی ابیھا وعلیہا الصلوۃ والسلام ہی کے لیے سخت بھونڈے انداز میں بر غلط وخطا کہنا کیوں لازمی ہے؟ اور اس فعلِ بد سے آپ کو روکا جائے تو آپ کہیں: جو مجھے روک رہے ہیں ان کا عمل بتاتا ہے کہ وہ سیدہ کو انبیاء کے برابر بلکہ انبیاء سے افضل سمجھتے

ہیں۔ یہ ناانصافی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بیٹی رضی اللہ تعالی عنہا ہی کے ساتھ کیوں؟

اہلِ سنت کی فکر کے مطابق؛ انبیاء وملائکہ کے علاوہ کوئی معصوم نہیں، لیکن خلقِ خداوندی میں محفوظین کی بھی کمی نہیں۔ اور ہر عقل مند جانتا ہے کہ محفوظ سے بالفعل خطا کا صدور لازمی نہیں، اور عدمِ صدورِ خطا ماننے سے معصومین کی برابری بھی لازم نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالی عنہما وارضاہما کی حد تک اتنی بات ماننے میں آپ کو بھی تامل نہ ہوگا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اللہ جل وعز کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بیٹی رضی اللہ تعالی عنہا ہی کے لیے کیوں مُصِرّ ہیں کہ انہیں بر غلط وخطا نہ مانا گیا تو انبیاء کی برابری بلکہ برتری لازم آئے گی؟ ۔

شرمِ نبی خوفِ خدا　　　　یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اور ظالمو محبوب کا حق تھا یہی؟ عشق کے بدلے عداوت کیجیے۔۔۔

مفتی چمن زمان

جامعہ العین سکھر

16 ذوالقعدہ 1441ھ/ 08 جولائی 2020